Lesson 18. Al-Baqarah (Ayaat 142 - 152): Day 67 سُوْرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ احمق لوگ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پر (پہلے سے چلے آتے) تھے (اب) اس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔ تم کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، سیدھے رستے پر چلاتا ہے ۔"عنقریب نادان لوگ کہیں گے۔ یعنی یہود اور وہ کمزور نئے مسلمان بھی جو ایک دم جذباتی ہو جاتے ہیں۔ جن کا ایمان پختہ نہیں ہے۔

'(اب) اس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔' اللہ نے فرمادیا کہ یہ کام کرینگے۔ اللہ نے یہ آیت نازل کر دی کہ اب نبی پاکؐ کے خلاف پراپیگنڈہ ہونے والا ہے۔ اللہ نے بیو قوف لوگوں کو جملہ من و عن لکھ دیا۔

اب تک تو سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔

اپنے اوپر جملہ لے کر دیکھیں۔ کہ آپ اب قرآن سے جڑ گئی ہیں۔ آپ کے ارد گرد کے لوگ خوش ہو گئے ہونگے۔ لیکن جب آپ قرآن کے احکام پر عمل کرنے لگیں گی جب لائف سٹائل بدلنا شروع ہو گا۔ جب آپ غلط کو چھوڑ کر چلیں گی تو لوگوں کو برا لگ جائیگا کہ اس کو دیکھو نیا کام کرنے لگی ہے۔

ہم لوگوں کو بدلتا دیکھتے ہیں۔ لوگ نمازی ہو جاتے ہیں۔ پردے میں آجاتے ہیں۔

آپ یہ بات یاد رکھیں گے کہ جب بھی آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بدل جاتے ہیں۔ جب حکم آگیا اور آپ نے اس کو سن کر اُس پر عمل کر لیا تو تبدیلی ظاہر ہو جائے گی۔

تو یہ سفر کیسے کرنا ہے؟ مسکراہٹ، خاموشی اور بحث سے پرہیز۔ اپنے پیاروں کے لئے دعا کریں۔ آپ سے کوئی پوچھے تو کہہ دیں کہ اللہ کے قبلے کی طرف منہ کر لیا ہے۔ مسلمان بیت اللہ کو سجدہ نہیں کرتا بلکہ اس گھر کے رَبّ کو سجدہ کرتا ہے۔ فلیعبدو ھٰذ البیت الزی۔

ہم قرآن کو اس لئے پڑھتے ہیں کہ اللہ کے احکام کو جان لیں۔ عبادت ہم اللہ کی کرتے ہیں اور اسی کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ مسلمان بحث نہیں کرتا۔

'تم کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، سیدھے رستے پر چلاتا ہے '

صرف یہ کہہ دیں کہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ مسلمان اللہ کے حکم کے آگے جھک جاتا ہے۔

سورۃ البقرہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ماضی کے مسلمانوں یعنی یہود کے بارے میں بات کی گئی اور دوسرے حصے میں آج کے مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے۔ یعنی ہم سب سے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا ؕ ہم آنے والے اسباق میں پڑھیں گے کہ اُمتِ مسلمہ کیسے بنتی ہے۔ عبادات، معاملات، نکاح، طلاق سے لے کر رضاعت، خلع، میاں بیوی کے تعلقات، حیض کی باتیں۔ کس کا کس سے نکاح۔ نماز، روزہ، حج، زکٰوۃ، قصاص تک کی باتیں کی جائنگی۔ اتنا اہم پارہ ہے، کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔ یہاں ہم سے فرمایا جا رہا ہے کہ؛

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں۔

اللہ نے یہود کو فضیلت دی تھی۔ عقل اور ذہانت بھی دی گئی۔پہلے پارے میں ان کو بار بار کہا گیا کہ سمبھل جاؤ لیکن وہ دنیاداری میں کھو گئے تھے، اُن کے علما غلط عقائد میں پھنس گئے۔ تو جب کوئی اپنی بادشاہی اچھی طرح نہیں کرتا، حکومت اچھی طرح نہیں چلاتا تو ان سے اقتدار لے لیا جاتا ہے۔ اب حکومت اُن سے لے کر مسلمانوں کو دی جارہی ہے۔ مسلمانوں کو اقتدار مل رہا ہے۔ ہمیں اُمتِ وسط بنایا جارہا ہے۔

ہم اللہ کے بندوں کو اللہ سے جوڑنے کا واسطہ بن سکتے ہیں۔

ہم پیدا ہی مسلمان ہوئے ہیں۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچائیں۔ ہم لوگوں کو اللہ کی طرف لائیں۔ اللہ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا کہ ہم اللہ کی عبادت کریں۔

تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں۔

یعنی تبلیغ کرو۔ اپنے قول، فعل اور عمل سے مسلمان دِکھنا شروع کریں۔ خود اپنے اسلام پر فخر کریں۔ خوش، خود اعتماد رہیں۔ پر سکون نظر آئیں۔ اللہ کی رضا میں راضی رہنے والے مسلمان نظر آئیں۔

کل تک تو نبی پاکؐ یہ کام کرتے تھے اب یہ ہمارا کام ہے۔

اللہ کا پیغام جبرائیل کے ذریعے وقت کے نبیوںؑ تک، پھر آگے انسانوں تک پہنچا۔ کڑی سے کڑی جڑتی گئی۔ نبوّت کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب ہمیں یہ کام کرنا ہے۔ اب ہم نئی کڑی ہیں۔ ہمیں اللہ نے انسان بنایا کیونکہ سورۃ الذاریات میں فرمایا؛

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

دیکھیں مسلمانوں کو ایک ملازمت مل رہی ہے کہ مرتے دم تک ہمارا یہ فرض بن گیا۔ مسلمان چلتا پھرتا گواہ ہے۔ اور پھر نبیؐ ہم پر گواہ بنیں گے۔ تمام نبیوںؑ کو روزِ قیامت بلایا جائے گا کہ آپ سب نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ اُن کی قوموں کو بلایا جائے گا لیکن وہ گواہی نہیں دینگے، جھوٹ بول دینگے۔ پھر وہ نبیؑ فرمائیں گے کہ اُمتِ محمّدیہ کو بلایا جائے۔ پھر اُمتِ مسلمہ گواہی دے گی کہ یا اللہ ہم نے قرآن میں ان کے بارے میں پڑھا تھا۔ ہم اِن پر گواہ ہیں۔

ہم خوش قسمت ہیں۔ ہمیں اس دنیا میں اقتدار دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم اپنا کام صحیح طریقے سے کرتے ہیں تو آخرت میں بھی کامیاب ہونگے۔ ہمیں چلتے پھرتے اللہ کے چنے ہوئے انسان ہونا چاہیئے۔ اللہ ہمیں وہ کام دے رہے ہیں جس پر دنیا کا ہر کام قربان ہے۔ ہمارے اخلاق اور معاملات اس بات کے گواہ ہونگے۔ ہمیں مسلمان نظر آنا چاہیئے۔

علامہ اقبالؒ کی شاعری پڑھیں تو دیکھیں مسلمان کیا تھے اور اب کیا ہو گئے ہیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟ وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا

اس کام پر ہمیں بہت مان ہونا چاہیئے۔ سب جہانوں کا رَبّ ہمیں کس قدر اعلیٰ مقام دے رہے ہیں۔

وسط کا لفظ درمیان کے لئے آتا ہے۔ یعنی معتدل، افراط اور تفریط سے پاک۔ middle & balanced۔ عیسائی بالکل ایک طرف یعنی رہبانیت کی طرف تھے اور یہود اس قدر آگے کہ سب کچھ دنیاداری کی طرف۔ اسلام ہمیں درمیانی زندگی سکھاتا ہے۔ عبادت کریں اور اپنے گھر والوں کے حقوق بھی ادا کریں۔ دُنیاداری بھی کریں لیکن معاملات اور اخلاق بھی اچھے رکھیں۔

دین اور دُنیا کا توازن رکھیں۔ صحابہ کرامؓ اس کی بہترین مثال تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے، اللہ کے سامنے عاجزی سے جھک جاتے اور دن کو شہ سوار بن جاتے اور کافروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہو جاتے۔ سورۃ آلِ عمران آیت 110 میں اللہ فرماتے ہیں؛

(مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔۔۔۔۔﴿۱۱۰﴾

نبی پاکؐ کو ہم پر گواہ لایا جائے گا۔ روزِ قیامت اُمتِ محمد نور کے ٹیلوں پر ہو گی۔ کیا آج ہمارے کام ایسے نظر آرہے ہیں؟ ہمارے کرتوت ہی ایسے ہیں جس کی وجہ سے ہم پر یہ ذلّت اور مسکنت چھائی ہے۔ ہم دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ جب تک ہم مخلص نہیں ہونگے اللہ کی مدد نہیں آئے گی۔ ہم پر صبغۃ اللہ آنا چاہیئے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۗ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے، اس کو ہم نے اس لیے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں، کون (ہمارے) پیغمبر کا تابع رہتا ہے، اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور یہ بات (یعنی تحویل قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوئی، مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے) اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یونہی کھو دے۔ خدا تو لوگوں پر بڑا مہربان (اور) صاحبِ رحمت ہے۔

مقصد کیا تھا؟ کہ کون دین پر جمار ہتاہے اور کون دین سے پھر جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ بھی کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ ہم بھی آزمائے جاتے ہیں۔ یَّتَّبِعُ یہ بہت خوبصورت لفظ ہے۔یعنی پیروی کرنا۔ قدم پر قدم رکھنا۔ دو لفظ آپ قرآن میں بہت پڑھیں گے ایک اتباعِ رسولؐ اور ایک اطاعتِ رسولؐ۔

اتباع میں رسولؐ کو منہ سے کچھ نہیں کہنا پڑتا۔ نبی پاکؐ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو رکعت پڑھ لی تھی۔ اتنے میں جبرائیلؑ وحی لے کر آئے تھے۔ قبلے کی تبدیلی کا حکم آگیا۔ رسول پاکؐ فوراً اُس طرف مڑ گئے اور تمام جماعت نے آپ کا اتباع کیا۔ الحمدُللہ۔ اور یہاں آتا ہے کہ یہ ایک لَكَبِيْرَةً مشکل کام تھا۔ لیکن نبی پاکؐ کی پیروی کی گئی۔

دعا کریں ہمیں بھی اللہ ایسا ہی اتباع اور اطاعت کرنے والا بنا دے۔

یہاں سے وہ وقت شروع ہو رہا ہے جو قبلے کی تبدیلی سے پہلے کا تھا۔ یہ لمبی آیت ہے اور اس میں ماضی، حال اور مستقبل کے زمانے ہیں۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَاۖ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ

(اے محمد ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو، منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو، (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد (مسجد حرام) کی طرف منہ کر لیا کرو۔

علماء کرام اس آیت کو دلیل کے لئے پیش کرتے ہیں کہ اللہ آسمانوں پر ہے۔ کیونکہ نبی پاکؐ پہلے سولہ سترہ مہینوں میں آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے تھے۔ (کچھ لوگ آجکل یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ اللہ ہر طرف ہے)۔

سوچیں زرا آپ کا بچّہ آپ سے کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ جانا ہے تو آپ تسلّی دیتی ہیں کہ لے جاؤں گی۔ اللہ نبی پاکؐ کو پیار سے کہتے ہیں کہ آپؐ قبلہ کی تبدیلی چاہتے تھے لیں ہم آپ کی خواہش پورے کر دیتے ہیں۔ اور حکم آگیا۔

تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ اور تم لوگ جہاں ہوا کرو، (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔

بیت المقدس کی طرف چہرہ کرنے کا حکم نہیں آیا تھا وہ وحی خفی تھا۔

لیکن یہ حکم واضع طور پر آگیا۔ یہاں پہلے 'تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔' صرف صرف واحد کا صیغہ استعمال ہُوَا کہ نبیؐ اپنا چہرہ پھیر لیں۔ پھر آگے حکم آگیا 'اور تم لوگ جہاں ہوا کرو، (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔'

صحابہ کرامؓ نے اتبّاع کیا۔ ہم مسلمان کیا کرتے؟ ہم گروپ بن جاتے ہیں۔

بندہ مومن کے دل میں اللہ کی محبّت ہے اور وہ جدھر حکم ہوتا ہے اُدھر گھوم جاتا ہے۔ جو بھی حکم آجائے بس چہرہ اُسی طرف ہو جاتا ہے۔ ہمارا فوکس اللہ کی محبت پر ہونا چاہئے۔

۲ ہجری میں حکم آ گیا۔ ہر بات کی حکمت نہ پوچھیں۔ وہی لوگ دین کے کام میں آگے جاتے ہیں جو قرآن کی کلاس میں فیصلے کرتے ہیں۔ جو حکم ملا اس پر چل پڑے۔

یہود کی کتاب میں یہ بات لکھی تھی کہ بیت اللہ آخری نبیؐ کا قبلہ ہو گا۔ یہ ایک اور نشانی یہود کو نظر آ گئی۔ یہاں شَطۡرَهٗ کی ضمیر تین باتوں کے لئے آتی ہے۔

وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ‌ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۴﴾

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے، وہ خوب جانتے ہیں کہ (نیا قبلہ) ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں، خدا ان سے بے خبر نہیں ﴿۱۴۴﴾

یہ کونسی تین چیزیں حق تھیں؟ یہ قبلے کی تبدیلی حق ہے۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں لکھا تھا۔ یہ نبی پاکؐ بھی حق ہیں۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں تذکرہ تھا۔ یہ قرآن حق ہے۔ یہ اللہ کا حکم تھا۔ اللہ کو سب خبر ہے جو یہود کر رہے تھے۔ یہود سے امامت واپس لی جا رہی ہے۔

یہاں سے نبی پاکؐ کی اب خواہش ہے کہ یہود مسلمان ہو جائیں، اُس کا جواب دیا جا رہا ہے؛

وَلَـئِنۡ اَتَيۡتَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوۡا قِبۡلَتَكَ‌ۚ وَمَآ اَنۡتَ بِتَابِعٍ قِبۡلَتَهُمۡ‌ۚ وَمَا بَعۡضُهُمۡ بِتَابِعٍ قِبۡلَةَ بَعۡضٍ‌ؕ وَلَـئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ‌ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ‌ۘ ﴿۱۴۵﴾

اور اگر تم ان اہلِ کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آؤ، تو بھی یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں۔ اور تم بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہو۔ اور ان میں سے بھی بعض بعض کے قبلے کے پیرو نہیں۔ اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمہارے پاس دانش (یعنی وحیٔ خدا) آچکی ہے، ان کی خواہشوں کے پیچھے چلوگے تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے ﴿۱۴۵﴾

یہود خواہشوں کی غلام قوم تھی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نہیں مانیں گے۔ یہ آزمائے جاچکے ہیں۔

اللہ کرے ہمارے دل بدل جائیں۔ قرآن ہمارے دل پر اثر کر جائے۔

بات نرم دل پر اثر کرتی ہے۔ سخت دل پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ آپ بھی نیّت کر لیں کہ یہ ہماری اچھی بات نہیں مانتے تو ہم نے بھی ان کی کوئی بری بات نہیں مانی۔ آپ لوگوں کے قبلے کی پیروی نہ کریں۔

یہاں یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ یہود اور نصاریٰ بھی ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی نہیں کرتے۔ نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کرتے ہیں کیونکہ مریمؑ عیسیٰؑ کی پیدائش کے موقع پر مشرق میں بیت اللحم کی طرف گئی تھیں۔ یہود و نصاری کا رُخ ایک دوسرے سے فرق ہے۔ اور یہود مخالف سمت میں ہیکلِ سلیمانی کی طرف منہ کرتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر دونوں کا رُخ بیت المقدس کی طرف ہے۔

آگے جاکر آپ پڑھیں گے کہ قرآن میں آتا ہے کہ آپ سمجھتے ہیں یہ اکٹھے ہیں لیکن ان کے دل تو آپس میں پھٹے ہوئے ہیں یہ ایک ساتھ نہیں ہیں۔ تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيۡعًا وَّقُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰى ؕ

تسلّی دی جارہی ہے۔ آپؐ سے فرمایا جارہا ہے، لیکن ہم سب سے کہا جارہا ہے کہ ان کے طریقوں پر عمل نہ کریں۔ پہلی جیسی بھی زندگی تھی۔ اب علم آگیا، اب ہم ان کی طرف نہ دیکھیں۔ نہ ان کی پیروی کریں۔